إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ۔

بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

(آل عمران - ۱۹)

بائبل کے متن کی حیثیت

تالیف

محمد اسلم رانا

مرکزِ تحقیق مسیحیت، ملک پارک، شاہدرہ، لاہور

ناشر

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

فہرست مضامین

طبع اول فروری ۱۹۸۳

زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

پہلا باب

بائبل

مسیحی اپنی مقدس و مذہبی کتابوں کے مجموعہ کو اُردو میں کتابِ مقدس اور انگریزی میں بائبل (BIBLE) کہتے ہیں۔ لفظ بائبل یونانی الاصل ہے جو قرونِ وسطیٰ کی لاطینی کے ذریعہ انگریزی میں پہنچا۔ اس کے معنی "کتاب" ہیں۔ یہ اصطلاح بائبل میں مذکور نہیں ہے۔ بائبل دو بڑے حصّوں میں منقسم ہے (۱) پُرانا عہدنامہ یا عہدِ عتیق اور (۲) نیا عہدنامہ یا عہدِ جدید۔

کتابوں کے نام اور انتخاب

مسیحیوں کے دو بڑے فرقے ہیں۔ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے نزدیک عہدِ عتیق ۳۹ کتابوں پر مشتمل ہے جن کے نام یہ ہیں: (۱) پیدائش (۲) خروج (۳) احبار (۴) گنتی (۵) استثنا (۶) یشوع (۷) قضاۃ (۸) روت (۹) ۱۔سموئیل (۱۰) ۲۔سموئیل (۱۱) ۱۔سلاطین (۱۲) ۲۔سلاطین (۱۳) ۱۔تواریخ (۱۴) ۲۔تواریخ (۱۵) عزرا (۱۶) نحمیاہ (۱۷) آستر (۱۸) ایوب (۱۹) زبور (۲۰) امثال (۲۱) واعظ (۲۲) غزل الغزلات (۲۳) یسعیاہ۔ (۲۴) یرمیاہ (۲۵) نوحہ (۲۶) حزقی ایل (۲۷) دانی ایل (۲۸) ہوسیع (۲۹) یوایل (۳۰) عاموس (۳۱) عبدیاہ (۳۲) یوناہ (۳۳) میکاہ (۳۴) ناحوم (۳۵) حبقوق (۳۶) صفنیاہ (۳۷) حجی (۳۸) زکریاہ (۳۹) ملاکی۔ یہودی بھی انہیں مقدس مانتے ہیں۔ رومن کیتھولک مسیحی ان مزید کتب کو بھی مقدس سمجھتے ہیں (۱) طوبیاہ (۲) یہودیت (۳) حکمت (۴) یسوع بن سیراخ (۵) باروک

(۶) ا۔ مکابیین (۷) مکابیین ۔ علاوہ ازیں بعض کتابوں میں کئی کئی ابواب کا بھی فرق ہے۔ مثلاً پروٹسٹنٹ بائبل کی کتاب آستر دسویں باب کے تیسرے درس پر ختم ہو جاتی ہے لیکن کیتھولک بائبل میں دسویں باب کے دس درس اور چھ ابواب زائد ہیں۔ پروٹسٹنٹ کہتے ہیں کہ زائد کتابوں کی مذہبی سند مشکوک ہے۔

"یہ کتابیں یہودیوں کے پاس نہیں ہیں اور قدیم مسیحیوں نے انہیں رد کیا۔"

(میزان الحق صفحہ ۱۴۴ مصنف پادری سی جی فانڈر ڈی۔ ڈی)

رومن کیتھولک کا کہنا ہے کہ: "کلیسیا کے فیصلہ سے یہ کتب منظور ہوئی ہیں اور یہ کہ یہ بات پروٹسٹنٹ بھی تسلیم کرتے ہیں۔" (کیتھی تعلیم ص۱۰۰ مصنفہ پادری سی دلت)

کتب عہدِ عتیق کو مقدس قرار دیئے جانے کے بارے میں برصغیر کے مشہور مسیحی مصنف آرچڈیکن پادری برکت اللہ لکھتے ہیں:

"جب یروشلیم ۷۰ء میں برباد ہو گیا اور قوم یہود خستہ حال اور پراگندہ ہو گئی تو یہودی لیڈروں نے اپنی قومی روایات کو برقرار اور قائم رکھنے کے لئے ۹۰ء میں ایک مجلس منعقد کی۔ اس مجلس نے ان تمام کتب کو جو اب عہد عتیق کے مجموعہ میں شامل ہیں کتبِ مقدسہ قرار دے دیا۔" (صحت کتبِ مقدسہ از پادری برکت اللہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء ص۵۳)

عہد جدید کو صرف مسیحی مقدس مانتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ۲۷ کتب پر مشتمل ہے (۱) متی کی انجیل (۲) مرقس کی انجیل (۳) لوقا کی انجیل (۴) یوحنا کی انجیل (۵) رسولوں کے اعمال (۶) رومیوں کے نام کا خط (۷) کرنتھیوں کے نام کا پہلا خط (۸) کرنتھیوں کے نام کا دوسرا خط (۹) گلتیوں کے نام کا خط (۱۰) افسیوں کے نام کا خط (۱۱) فلپیوں کے نام کا خط (۱۲) کلسیوں کے نام کا خط (۱۳) تھسلنیکیوں کے نام کا پہلا خط (۱۴) تھسلنیکیوں کے نام کا دوسرا خط (۱۵) تیمتھیس کے نام کا پہلا

خط (۱۶) تیمتھیس کے نام کا دوسرا خط (۱۷) ططس کے نام کا خط (۱۸) فلیمون کے نام کا خط (۱۹) عبرانیوں کے نام کا خط (۲۰) یعقوب کا عام خط (۲۱) پطرس کا پہلا عام خط (۲۲) پطرس کا دوسرا عام خط (۲۳) یوحنا کا پہلا عام خط (۲۴) یوحنا کا دوسرا خط (۲۵) یوحنا کا تیسرا خط (۲۶) یہوداہ کا عام خط (۲۷) مکاشفہ - ان میں سے بعض کتابیں بھی مشکوک ہیں - مثلاً پطرس کے دوسرے الہامی خط کی حیثیت سینکڑوں برس سے مشکوک مانی جاتی ہے (مسیحی مسائل ص۲۱ مصنفہ پادری ولیم میچن ایم - اے) ایسی بحثوں کے خاتمہ پر انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا رقمطراز ہے: "اس پر بھی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ مسیحی کتب مقدسہ کا خطاب منزہ عن الخطا ہے" (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۱-۱۹۱۰ جلد ص۴۷۸) بائبل کی اکثر و بیشتر کتابوں کے مصنفین اور زمانہ تصنیف کا قطعیت کے ساتھ کوئی علم نہیں ہے - بائبل کے متن کے بارے میں ان حقائق کا سب مسیحی علماء کو اعتراف ہے - کہ بائبل کے بعض کلمات متن کی حیثیت میں اختلاف موجود ہے - ایک کتاب کی آیات دوسری کتاب کی آیات سے متناقض ہیں کاتبوں کے حالات، اس زمانے کے مقاصد و غایات، زبانوں کے فرق، حالات کے تفرقہ اور کاتبوں کی غلطیوں وغیرہ نے متن کو متاثر کیا ہے (اثمار شیریں ص۲۵ اور انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۳ مضمون بائبل مطبوعہ ۱۱-۱۹۱۰ء) صحت کتب مقدسہ کے صفحہ ۶۸ پر پادری برکت اللہ بتاتے ہیں کہ ملہم مصنفین ایک کتاب سے حوالہ دیتے وقت اپنے حالات اور مطلب کے موافق الفاظ یا فقرات تبدیل کر دیا کرتے تھے صفحہ ۴۴ پر یہ لکھا ہے:

"ہمارے مسلمان بھائی تحریف انجیل کے ثبوت میں عموماً یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ انجیل کے فلاں ایڈیشن میں فلاں آیت موجود ہے اور فلاں ایڈیشن سے وہ آیت خارج کر دی گئی ہے، حالانکہ یہی امر اس بات کی بدیہی دلیل ہے کہ مسیحی صرف اسی

انجیل کی تلاوت کرنا چاہتے ہیں جس میں صرف وہی آیات ہوں جن کو الہامی کتب مصنفین نے تحریر کیا تھا اور جو الفاظ مختلف وجوہ کے سبب سے انجیل کے متن میں مابعد کی صدیوں میں داخل ہو گئے ہیں اور جن کو اصلی مصنفین نے نہیں لکھا تھا وہ کتابت وقرأت دونوں سے خارج کئے جائیں تاکہ انجیلی کتب کے مجموعہ کی اصلی عبارت جو ان کے مصنفین کے ہاتھوں نے لکھی تھی ہمارے ہاتھوں میں موجود رہو۔

مذکورہ بالا اقتباس میں پادری صاحب نے اگرچہ صرف انجیل ہی کے متن میں غلطیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حالانکہ ان کے اس اصول کا اطلاق ساری بائبل پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ علماء و نقاد صاحبان نے بعض ایسے مقامات کی نشاندہی کر بھی دی ہے۔

دوسرا باب

بائبل کے متن میں غلطیاں

۱۔ اسماعیل کی عمر کتنی تھی

بائبل میں لکھا ہے:

"اور اسماعیل کی کُل عمر ایک سو سینتیس برس کی ہوئی تب اس نے دم چھوڑ دیا اور وفات پائی۔" (کتاب پیدائش باب ۲۵ درس ۱۷)

ڈاکٹر کیتھ اپنی تحقیقات کا نچوڑ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

"اسماعیل نے ایک سو سات برس کی عمر میں وفات پائی۔"

(AN ILLUSTRATED HISTORY OF THE BIBLE BY JOHN. KITTO D.D., F.S.A. EDITED BY ALVAN BOND D.D.: 1902, P. 115).

۲۔ عُمری کا دورِ حکومت

ڈاکٹر کیٹو اپنی اسی کتاب میں ۳۶۱ پر رقمطراز ہیں:

"عُمری کا دورِ حکومت گیارہ برس تھا جسے کتبِ مقدسہ میں بارہ برس گنا گیا ہے۔"

۳۔ مصر میں بنی اسرائیل کی مدتِ قیام

خداوند کا کلام رؤیا میں ابرام (ابراہیمؑ) پر نازل ہوا اور اس نے فرمایا:

"یقین جان کہ تیری نسل کے لوگ، جو ان کا نہیں پردیسی ہوں گے اور وہاں کے لوگوں کی غلامی کریں گے اور چار سو برس تک ان کو دکھ دیں گے۔" (پیدائش ۱۵:۱۳)

خداوند کا کلام اور اس کا فرمایا ہوا ان الفاظ میں پورا ہوا:

"اور بنی اسرائیل کو مصر میں بودوباش کرتے ہوئے چار سو تیس برس ہوئے تھے، اور ان چار سو تیس برسوں کے گزر جانے پر ٹھیک اسی روز خداوند کا سارا لشکر ملک مصر سے نکل گیا۔" (خروج ۱۲: ۴۰، ۴۱)

واضح ہو کہ بائبل کے متن کی صحت کے مسئلہ پر یہودی بھی اپنے مسیحی بھائیوں کے ساتھ متفق ہیں۔ اس موضوع پر یہودیوں کی احادیث و روایات کی کتاب "طالمود" میں لکھا ہے:

"یہ برس اس وقت سے شمار کئے گئے ہیں جب خدا ابرام کو ایک رؤیا جسے "ٹکڑوں کا عہد" کہتے ہیں، میں ظاہر ہوا اور اسے بتایا کہ تیری نسل "پردیس میں اجنبی" ہوگی اور وہ مصر میں دو سو دس برس ہی رہے تھے۔"

(THE TALMUD TRANSLATED BY H. POLANO
: 5636. P. 168)

یہودی مفسر ڈاکٹر جے ایچ ہرٹز رقمطراز ہیں:

"علماء یہود کا بیان ہے کہ ان چار سو تیس برسوں میں سے اسرائیلی مصر میں دو سو دس برس ہی رہے تھے۔ یہ مدت کتاب خروج اور باب ۶ میں بیان کی گئی عمروں سے بھی مطابقت رکھتی ہے۔"

(THE PENTATEUCH AND HAF TORAHS EDITED BY DR. J.H. HERTZ C.H. LATE CHICF RABBI OF THE BRITISH EMPIRE: 1979, P. 259)

تیسرا باب

متن سے خارج مقامات

منصف مزاج حضرات مسیحی نقادوں کی حق پسندی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ بائبل کا اصل متن حاصل کرنے کی کوشش میں تن دہی سے مصروف ہیں۔ چنانچہ متعدد مقامات متن سے خارج بھی کر چکے ہیں۔

۱۔ زانیہ کا قصہ انجیل یوحنا باب ۷ درس ۵۳ تا باب ۸ درس ۱۱ میں ایک زانیہ کا قصہ مذکور ہے جو عین فعل کے وقت پکڑی گئی تھی۔ یہودی اسے مسیح کے پاس لائے۔ بموجب تورات اس کی سزا سنگساری تھی۔ مسیح نے کہا جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کے پتھر مارے۔

اس پر وہ تمام مجمع منتشر ہو گیا۔ پادری سکافیلڈ لکھتے ہیں کہ یہ دروس کچھ نہایت قدیم نسخوں میں نہیں ملتے ہیں۔ آگسٹائن نے بتایا ہے کہ اس واقعہ کو مقدس کہانی کی کئی کاپیوں سے اس منافقانہ ڈر سے خارج کر دیا گیا تھا کہ اس سے بداخلاقی کا سبق ملتا ہے۔ (THE SCOFIELD REFERENCE BIBLE EDITED BY REV. C. I. SCOFIELD D.D. 1917, P. 1125 :

ب۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن

اس انگریزی بائبل میں انجیل یوحنا کا ساتواں باب درس ۵۲ پر ختم کر دیا گیا ہے۔ باب ۷ کا ۵۳ واں درس اور باب ۸ دروس ۱ تا ۱۱ اصل متن سے خارج کر کے حاشیہ میں لکھے ہیں۔ باب ۸ درس ۱۲ سے شروع کیا گیا ہے درس ۱۲ کے آخر میں نشان دے کر حاشیہ میں لکھا ہے۔

"دوسرے قدیم مسودے باب ۷ درس ۵۳ تا باب ۸ درس ۱۱ یہاں اضافہ کرتے ہیں۔ یا اس انجیل کے آخر میں یا انجیل لوقا میں باب ۲۱ درس ۳۸ کے بعد متن میں بھی اختلافات ہیں۔"

ج۔ دی نیو انگلش بائبل

اس انگریزی ترجمہ میں انجیل یوحنا کا ساتواں باب درس ۵۲ پر ختم کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

"کچھ مسودوں میں یہاں باب ۷ درس ۵۳ تا باب ۸ دروس ۱ تا ۱۱ درج ہے۔ جو صـ ۱۴۳ پر چھپا ہے۔"

صـ ۱۴۳ پر "ہیکل میں واقعہ" کے عنوان سے زیر بحث دروس لکھے ہیں۔ حاشیہ مطالعہ فرمایئے:

"یہ پیرگراف جو کہ عہد جدید کے اکثر و بیشتر چھاپوں میں انجیل یوحنا کے متن میں باب ۷، درس ۵۳ تا باب ۸ درس ۱۱ تک طبع کیا جاتا ہے۔ ہمارے مسودوں میں کسی مقرر جگہ پر نہیں ملتا۔ ان میں سے بعض میں تو سرے سے ہی مفقود ہے بعض میں انجیل لوقا باب ۲۱ درس ۳۸ کے بعد درج ہے۔ دوسروں میں انجیل یوحنا باب ۷ درس ۳۶ یا باب ۷ درس ۵۲ یا باب ۲۱ درس ۲۴ کے بعد لکھا ہے۔"

۱۔ انجیل مرقس ۲۔ صعود آسمانی

عام مسیحی عقیدہ کے مطابق مسیحؑ جمعہ کے روز مصلوب ہوئے۔ اور اسی دن شام کو ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ یہودی سبت کو مانتے یعنی ہفتہ کے روز کچھ کام نہیں کرتے۔ اتوار کو صبح سویرے مسیح کا مُردوں میں سے جی اٹھنا معلوم ہوا۔ مختلف مسیحی کتبِ مقدسہ کے اختلافی بیانات کے مطابق مسیحؑ نے مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور بلا اختلاف کئی روز تک دکھائی دیتے رہے۔ پھر آسمانوں پر اٹھا لئے گئے۔ جدید تحقیقات کے مطابق مسیحؑ کے مُردوں میں سے جی اٹھنے اور صعود آسمانی کے بیانات جعلی اور الحاقی ہیں جنہیں کتبِ مقدسہ کے اصلی مصنفین نے نہیں لکھا تھا۔ بلکہ ان کے بعد ایسی تحاریر مقدس کتابوں میں درج کر دی گئیں۔

انجیل مرقس کے سولہویں باب کے بارہ درس میں مسیحؑ کے مُردوں میں سے جی اٹھنے، اپنے باقی گیارہ شاگردوں اور بعض دوسرے لوگوں سے ملاقاتیں کرنے اور آسمانوں پر اٹھائے جانے کا ذکر قدرے تفاصیل سے ہے۔ ان دروس کا مطالعہ دلچسپ رہے گا۔ بائبل کا جدید ترین اردو ترجمہ جو ان دنوں متقل ہے ۱۹۳۰ میں کیا گیا تھا۔ اس میں بارہ دروس حسبِ ذیل ہیں:

"ہفتہ کے پہلے روز جب وہ سویرے جی اٹھا تو پہلے مریم مگدلینی کو جس میں سے اس نے سات بدروحیں نکالی تھیں دکھائی دیا۔ اس نے جا کر اس کے ساتھیوں

کو جو ماتم کرتے اور روتے تھے خبر دی۔ اور انہوں نے یہ سن کر کہ وہ جیتا ہے اور اس نے اسے دیکھا ہے یقین نہ کیا۔ اس کے بعد وہ دوسری صورت میں ان میں سے دو کو جب وہ دیہات کی طرف پیدل جا رہے تھے، دکھائی دیا۔ انہوں نے بھی جا کر باقی لوگوں کو خبر دی مگر کسی نے بھی ان کا یقین نہ کیا۔ پھر جب وہ ان گیارہ کو بھی جب وہ کھانا کھانے بیٹھے دکھائی دیا۔ اور اس نے ان کی بے اعتقادی اور سخت دلی پر ان کو ملامت کی۔ کیونکہ جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا انہوں نے ان کا یقین نہ کیا تھا اور اس نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا اور جو ایمان نہ لائے گا وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے، نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھا لیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔ غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔ پھر انہوں نے نکل کر ہر جگہ منادی کی اور خداوند ان کے ساتھ کام کرتا رہا اور کلام کو ان کے معجزوں کے وسیلہ سے جو ساتھ ساتھ ہوتے تھے ثابت کرتا رہا۔ آمین۔"

ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن

اس انگریزی ترجمہ میں انجیل مرقس سولہویں باب کے آٹھویں درس پر ختم ہو جاتی ہے۔

حاشیہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ دوسرے مسودے اور نسخے باب ۱۶ دروس ۹ تا ۲۰ کے طور پر مندرجہ ذیل پیراگراف درج کرتے ہیں۔ اردو بائبل کے ساتھ مذکورہ پیرا کا اختلاف اس قدر ہے:

اُردو بائبل : "انہوں نے بھی جاکر . . . . " (مرقس ۱۶ : ۱۳)

ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن : " انہوں نے واپس جاکر . . . . "

حاشیہ ۲ : دوسرے قدیم مسودے درس ۸ ، کے بعد یہ اضافہ کرتے ہیں :
" لیکن انہیں جو کچھ بتایا گیا تھا انہوں نے مختصر طور پر پطرس اور اس کے ساتھیوں کو اس کی اطلاع دے دی ۔ اور اس کے بعد خود یسوع نے ان کے ذریعے سے مشرق و مغرب تک ابدی نجات کا مقدس اور نہ فنا ہونے والا پیغام پہنچایا ۔ "

دی نیو انگلش بائبل

حاشیہ ا : درس ۸ پر نوٹ لکھا ہے :
" کچھ بہت قدیم نسخے اس مرحلہ پر کتاب کو ختم کر دیتے ہیں ۔ "

حاشیہ ا : کچھ نسخے اس پیرا کا اضافہ کرتے ہیں ۔ ان میں سے ایک نسخہ اس پیرا پر کتاب کا خاتمہ کر دیتا ہے :

" اور انہوں نے یہ تمام ہدایات مختصر طور پہ پطرس اور اس کے ساتھیوں کو دے دیں ۔ بعد میں خود یسوع نے ان کے ذریعے سے مشرق سے مغرب تک ابدی نجات کا مقدس اور نہ فنا ہونے والا پیغام پہنچایا ۔ "

انجیل میں مذکورہ بالا پیرا درس ۸ ، کے بعد بغیر نمبر درج ہے ۔ اس کے بعد پھر نمبر دار درس ۹ تا ۲۰ شروع ہو جاتے ہیں ۔

حاشیہ نمبر ۳ : کچھ نسخے درس ۹ تا ۲۰ پیراگراف ، " اور انہوں نے . . . . پہنچایا ۔ " کی بجائے یا اس کے ساتھ درج کرتے ہیں ۔ دوسرے نسخوں میں مزید اضافی مواد درج ہے ۔

دونوں جدید انگریزی تراجم میں درس ۸ ، کے بعد والے خصوصی پیراگراف میں خط کشیدہ الفاظ کا فرق واضح ہے ۔ درس ۹ تا ۲۰ بھی بعض مقامات پر باہم

مختلف ہیں مثلاً،

ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن	دی نیو انگلش بائبل
ورس ۹: اب ہفتہ کے پہلے روز جب وہ سویرے جی اٹھا۔	جب وہ اتوار کی صبح کو مُردوں میں سے جی اٹھا۔
ورس ۱۲: انہوں نے واپس جاکر	انہوں نے بھی جاکر۔
ورس ۱۴: اس کے جی اٹھنے کے بعد۔	اس کے مُردوں میں سے جلائے جانے کے بعد۔
ورس ۱۵: انجیل کی منادی کرو	اچھی خبروں کی منادی کرو۔

(ب) دیگر اناجیل

اردو ترجمہ انجیل لوقا میں مرقوم ہے:
"جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا" (لوقا ۲۴:۵۱)

ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ ورس اس قدر ہے:
"جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا"

یعنی "اور آسمان پر اٹھایا گیا" کے الفاظ جعلی اور مابعد کا الحاق تھے جو حذف کر دیئے گئے ہیں۔ انجیل لوقا میں تیسرے دن رفع الی السماء کا ذکر ہے۔ یہ بیان سراسر الحاقی ہے۔ انجیل لوقا کے آخری وروس میں کم و بیش ۹ الحاقات ہیں جن کی نشاندہی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کے حواشی میں کر دی گئی ہے۔ متی نے گلیل کی ملاقات (متی ۲۸:۱۶) پر اپنی انجیل کو ختم کر دیا ہے۔ یسوع کے آسمان پر جانے یا کسی اور ملاقات کا ذکر نہیں ہے۔ انجیل یوحنا میں آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں۔

چوتھا باب

الحاقات

اب ہم چند مقامات کا ذکر کریں گے جنہیں علماء الحاقی تسلیم کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہیں بائبل کے متن سے خارج نہیں کیا گیا!

۱۔ **شریعت**: عہد عتیق کی کتاب استثناء باب ۳۳ کا درس ۴ مطالعہ فرمائیے:

"موسیٰ نے ہم کو شریعت اور یعقوب کی جماعت کے لئے میراث دی۔"

پادری ڈملو اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ درس الحاقی معلوم ہوتا ہے خود موسیٰ نے اسے بمشکل ہی لکھا ہوگا۔"

(ACOMMENTARY ON THE HOLY BIBLE BY THE REV. J.R. DUMMELOW M.A.: 1944, P. 138).

۲۔ **تثلیثی فارمولا**: انجیل متی باب ۲۸ کا درس ۱۹ مسیحیت کی عالمگیری اور تثلیث کے اثبات کے سلسلہ میں مشہور ہے:

"پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔"

پادری ڈملو اپنی تفسیر کے صفحہ ۷۱۷ پر بتاتے ہیں کہ بعض جدید نقاد ان الفاظ اور تثلیثی فارمولا کو غیر مستند، الحاقی (یعنی اسے اصل انجیل نویس نے خود نہیں لکھا تھا بعد میں کسی نے اضافہ کر دیا) مانتے ہیں (یعنی بہر صورت یہ حکم مسیح کا ہرگز نہیں ہے۔

۳۔ **آمد ثانی**: مسیح کی آمد ثانی مسیحیوں کا ایک مشہور عقیدہ ہے لیکن جدید تحقیقات کے مطابق مسیح کی آمد ثانی سے متعلق حوالے بھی بائبل کے مشکوک متن کے سلسلہ میں

ہی شمار کئے جاتے ہیں۔ اپنی زمینی زندگی کے دوران خود مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کے بارے میں قریباً بیس مرتبہ سے زیادہ ذکر کیا۔ اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ نئے عہدنامہ میں دو سو سے زیادہ حوالے ہیں جو دوسری آمد سے متعلق ہیں۔

(تعلیم الٰہی" مصنفہ پادری جے ای چرچ ایم اے ایم آر سی ایس ترجمہ ڈبلیو ڈی چوہدری بی اے مطبوعہ ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۴۳) اناجیل سے مسیح کا یہ خیال مترشح ہے کہ وہ بہت جلد دوبارہ واپس آجائے گا اور زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرے گا۔ اس ضمن میں پادری برکت اللہ لکھتے ہیں :

"آپ نے فرمایا کہ دنیا کا موجودہ دور ختم کر دیا جائے گا اور ایک نیا دور شروع ہوگا جس میں الٰہی رضا سب پر حاوی ہو گی۔ لیکن جب شاگردوں نے پوچھا کہ وہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیری حضوری اور زمانے کی تکمیل کا نشان ہو گا" (متی ۲۴ : ۳) آپ نے جواب میں فرمایا کہ "اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ بیٹا صرف باپ" (متی ۲۴ : ۳۶)

"اگر اناجیل کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری امر میں اناجیل کی آواز متفقہ نہیں ہے۔ اور نہ صرف ان کے الفاظ یکساں نہیں بلکہ ان کے لہجہ میں بھی فرق دکھائی دیتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ حواریوں اور اناجیل نویسوں نے خداوند کے کلمات طیبات کی اپنے خیالات کے مطابق سمجھنے کی کوشش کر کے آپ کے مبارک الفاظ کو بغیر جانے بوجھے بے خبری سے یہودی رنگ میں رنگ دیا۔ چونکہ خداوند کے بہت سے ایسے کلمات تھے جن کو سمجھنے سے حواری قاصر رہتے تھے (متی ۱۵ : ۱۷، ۱۶ : ۹ - ۱۱، مرقس ۸ : ۱۷، ۲۱ وغیرہ) یہ اغلب ہے کہ خداوند کی آمد ثانی اور الٰہی سلطنت کے قیام و وسعت کے لطیف اشارات اور کنایہ کو وہ سمجھنے سے قاصر رہے

ہوں اور آپ کے خیالات کو یہودی ربیوں کے خیالات کے مطابق سمجھ لیا ہو جن کا یہ خیال تھا کہ مسیح کی بادشاہت کو خدا ایک لحظہ قائم کر دے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ آمدِ ثانی کے متعلق انجیل نویسوں نے اپنی سمجھ کے مطابق چند امور کو اس طرح سمجھا جس طرح خداوند نے نہیں فرمایا تھا۔ مثلاً انجیل متی میں "اول اور آخر" کی تعلیم آمدِ ثانی کے متعلق کر دی گئی ہے (۱۹ : ۳۰) حالانکہ دراصل اس کا تعلق آمدِ ثانی کے ساتھ نہیں بلکہ موجودہ زندگی کے چال چلن کے ساتھ تھا (مرقس ۹ : ۳۵، ۱۰ : ۳۱، لوقا ۲۲ : ۲۶) (کلمۃ اللہ کی تعلیم صفحہ ۷۸، ۱۷۷)

پادری صاحب آگے چل کر مزید وضاحت کرتے ہیں:

"اس رسالہ کے مقدمہ میں ہم نے ... یہ ذکر کیا تھا کہ انجیل کا ایک حصہ ہے جس کو ہم نے حرف تہجی کـ سے موسوم کیا تھا جو کلمۃ اللہ کے کلمات طیبات پر مشتمل ہے اور جو غالباً آپ کی حین حیات میں لکھا گیا تھا۔ اس حصہ کـ میں یہ آیات جن میں آمدِ ثانی کا زمانہ قریب میں ذکر ہے بالکل نہیں پائی جاتیں چنانچہ ڈاکٹر ریشڈال (RASHDALL) کہتا ہے کہ "یہ یقینی امر ہے کہ ان آیات میں سے ایک آیت بھی کـ میں نہیں پائی جاتی پس یہ گمان یقین کا درجہ حاصل کر لیتا ہے کہ یہ (یعنی آمدِ ثانی سے متعلق۔ ناقل) آیات کلمۃ اللہ کے خیالات کو ظاہر نہیں کرتیں بلکہ حواریوں کے خیالات کا اظہار کرتی ہیں۔

اس نتیجہ کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ خداوند نے فی الحقیقت یہ فرمایا تھا کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابنِ آدمؑ کو اس کی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔" (متی ۱۶ : ۲۸) اور وقائع نگار نے ابن اللہ کے

مفہوم کو صحیح طور پر ادا کیا ہے تو آپ کی لاثانی تعلیم اور زرین اصول بے معنی ہو جائیں گے ۔ اگر آپ نے درحقیقت شاگردوں سے فرمایا تھا کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا" (متی ۱۰: ۲۳) علاوہ ازیں ایسے اقوال کلمۃ اللہ کی تمثیلوں اور آپ کے روحانی اصولوں کے نقیض ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی بادشاہت ایک روحانی اور باطنی حقیقت ہے ۔ جو رفتہ رفتہ دنیا کو متاثر کر کے وسعت پکڑتی جائے گی ۔ کلمۃ اللہ کے عالمگیر اصول بے معنی ثابت ہوں گے ۔ اگر وہ صرف چند ماہ کے وقفہ کے لئے وضع کئے گئے تھے ۔ (کلمۃ اللہ کی تعلیم صفحات ۱۷۹، ۱۸۰)

پانچواں باب

تراجم

بائبل کی اصل زبانیں عبرانی اور یونانی مُردہ ہو چکی ہیں ۔ عام لوگ انہیں بول اور سمجھ نہیں سکتے ۔ ان تک رسائی تو چند گنے چُنے علماء کی سردردی ہے ۔ بائبل کا سارے کا سارا کاروبار ترجموں کے سہارے چل رہا ہے ۔ علماء ایک ہی لفظ کا ترجمہ کبھی کچھ کرتے ہیں تو کبھی کچھ ۔ اس لئے تراجم کے مطالعہ سے بھی بائبل کا متن مشکوک قرار پاتا ہے ۔ اس ضمن میں فن ترجمہ کے کچھ شہ پارے بغرض مطالعہ پیش کئے جاتے ہیں :۔

۱۔ موسیٰ کی برکت

اردو ترجمہ ۱۸۷۰ء کے مطابق عہد عتیق کی کتاب استثناء کے ۳۳ ویں باب کے شروع میں

موسیٰ نے بنی اسرائیل کو برکت دی:

"اور اس نے کہا خداوند سینا سے آیا، اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا، فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔"

اس برکت میں خداوند کے سینا سے آنے سے مراد موسیٰ کو تورات کا عطا ہونا ہے۔ کوہِ شعیر سے طلوع ہونے کا مطلب حضرت مسیح کو انجیل ملنا اور فاران سے جلوہ گر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن کی طرف اشارہ ہے۔ فتح مکّہ کے وقت دس ہزار صحابہ پر مشتمل پاکباز نفوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ قرآن کی واضح روشن اور عظیم الشان آتشی شریعت آپ کے ہاتھ میں تھی۔

(۱) مذکورہ استدلال کے پیش نظر ۱۹۳۰ء کے اردو ترجمہ میں یوں قطع برید کی گئی:

"خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی۔"

(ب) شاہ جیمز کی بائبل میں اس برکت کے الفاظ یہ تھے:

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے دہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی۔"

(ج) جو انگریزی بائبل ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یوں ہوگئے:

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ہم پر طلوع ہوا۔ وہ فاران سے

جلوہ گر ہوا۔ وہ دس ہزار مقدسین میں سے آیا۔ اس کے دہنے ہاتھ شعلہ زن آتش تھی۔"

(د) دی گڈ نیوز بائبل بھی مطالعہ فرمائیے:

"خداوند سینا سے آیا۔ وہ ادوم پر سورج کی طرح طلوع ہوا اور اپنے لوگوں پر کوہ فاران سے چمکا۔ اس کے ساتھ دس ہزار فرشتے تھے۔ اس کے داہنے ہاتھ شعلہ زن آتش تھی۔"

(ص) دی یروشلیم بائبل ۱۹۴۴ء میں اس برکت کا حلیہ یوں بگڑا:

"خداوند سینا سے آیا۔ شعیر کے بعد ان کے لئے افق پر طلوع ہوا۔ کوہ فاران کے بعد وہ جلوہ گر ہوا۔ قادیش میں اکٹھے ہونے کے بعد ان کے لئے چوٹی سے پہاڑی کے قدموں تک آیا۔"

(س) رومن کیتھولک اُردو ترجمہ کے مطابق:

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اپنی قوم پر طلوع ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور مریبۂ قادیش میں آیا۔ اس کے دہنے ہاتھ سے شعلہ زن آتش پھوٹ نکلی۔"

ہم نے قارئینِ کرام کو بارِ خاطر سے بچانے کی خاطر ان ترجموں کے حواشی کا مطالعہ پیش نہیں کیا۔

۲۔ نبیٔ موعود

کتاب استثناء باب ۱۸، درس ۱۸ میں ایک نبی برپا ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے:

"میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا، اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔"

مسیحی بھائی مسیحؑ کو موعودہ نبی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس پیشگوئی کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہیں زیادہ صفائی اور صراحت سے ہوتا ہے۔ اگرچہ پادری برکت اللہ بائبل کا موجودہ اُردو ترجمہ کرنے والی آٹھ رکنی کمیٹی کے ایک فاضل ممبر تھے۔ جب انہیں صورتِ حال کی نزاکت کا احساس ہوا تو انہوں نے اس درس کا ترجمہ ہی یوں بدل ڈالا:

"میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مانند نبی برپا کرتا رہوں گا، اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو حکم میں اس کو دوں گا وہ وہی کچھ ان سے کہے گا" (توراتِ موسوی اور محمد عربی مصنفہ پادری برکت اللہ مطبوعہ ۱۹۵۱ء صفحہ ۶۸)

یعنی اگر یہ پیشگوئی مسیحؑ پر صادق نہیں آتی تو محمدؐ بھی اس کے مصداق نہ ٹھہر سکیں۔ (علیہما الصلوٰۃ والسلام)

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

۳۔ مصلوبیٔ مسیحؑ

مسیحؑ کو صلیب دیا جانا صدیوں سے مسیحی عقائد کا جزوِ اعظم رہا ہے لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ مصلوبیٔ مسیحؑ کا عقیدہ غلط اور باطل ہے۔ بائبل کے تراجم کی گواہی تحریر خدمت ہے:

بائبل کے اردو ترجمہ میں کتاب اعمال باب ۱۰ درس ۳۹ کے مطابق:

"انہوں نے اس کو صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا"

لیکن انگریزی بائبلوں آتھورائزڈ ورشن، ریوائزڈ ورشن اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یہ فقرہ اس طرح ہے:

"انہوں نے اس کو درخت کے ساتھ پھانسی دے کر مار ڈالا"

جبکہ دی نیو انگلش بائبل میں الفاظ اس طرح ہیں:

"اور انہوں نے اس کو چوکھٹے (CIBBET) کے ساتھ پھانسی دے کر مار ڈالا۔"

اب عیسائی سوچیں اور بتلائیں کہ کس انجیل کو سچا اور صحیح مانا جائے؟

یہ امر اناجیلِ اربعہ سے مترشح ہے کہ مسیحؑ نے صلیب کی تعلیم بالکل نہیں دی تھی۔

چھٹا باب

مشکوک حوالجات

۱۔ اناجیل میں مسیح کی طرف منسوب ایسے اقوال و بیانات ملتے ہیں جو ایک عام اور معمولی سمجھ بوجھ کے حامل قاری کو بھی کھٹکتے ہیں۔ چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ گدھی اور اس کا بچہ

۱۔ انجیل متی میں لکھا ہے:

"اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی اور اس کے ساتھ بچہ پاؤ گے۔ انہیں کھول کر میرے پاس لے آؤ۔" (متی ۲۱:۲)

انجیل مرقس کے مطابق:

"اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ اور اس میں داخل ہوتے ہی ایک گدھی کا بچہ بندھا ہوا تمہیں ملے گا۔ جس پر کوئی آدمی اب تک سوار نہیں ہوا اسے کھول لاؤ۔" (مرقس ۱۱:۲)

نقاد صاحبان معلوم ان دونوں میں سے مسیحؑ کا کون سا قول صحیح ہے۔ بہرحال انجیل متی میں تمیں ارشاد بھی پڑھ لیجیے:

"پس شاگردوں نے جا کر جیسا یسوع نے ان کو حکم دیا تھا ویسا ہی کیا اور بچے کو لا کر اپنے کپڑے ان پر ڈالے اور وہ ان پر بیٹھ گیا۔"
(متی ۲۱: ۶، ۷)

۲۔ معجزہ طلبی

یہودیوں نے مسیحؑ سے معجزہ طلب کیا تھا مگر مسیحؑ نے انہیں کوئی معجزہ نہ دکھلایا۔ انجیل لوقا میں لکھا ہے:

"جب بھیڑ جمع ہوتی جاتی تھی تو وہ کہنے لگا کہ اس زمانہ کے لوگ برے ہیں وہ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یوناہ کے نشان کے سوا اور کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔" (لوقا ۱۱: ۲۹)

مسیحؑ نے معجزہ طلبی کا جواب انکار سے دیا اور جس معجزہ کا وعدہ کیا وہ بھی نہ دکھایا۔ یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا تھا (یوناہ ۱: ۱۷) لیکن مسیحؑ قبر میں زیادہ سے زیادہ دو راتیں اور ایک دن رہا تھا۔ (انجیل مرقس الواب ۱۵، ۱۶) تین دن اور تین راتیں نہیں، بہرحال جب مسیحؑ قبر سے جی اٹھا تو وہ دوسرے افراد اور لوگوں سے تو ملا لیکن اس نے معجزہ طلب کرنے والی منکرین کی جماعت سے ملاقات کر کے اپنے موعودہ معجزہ پورا کر دکھانے کا دعویٰ نہ کیا۔

انجیل متی میں یہ واقعہ اس طرح تفصیلاً درج ہے:

"اس پر بعض فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں اس سے کہا اے استاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب دے کر ان سے کہا۔ اس زمانہ کے برے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر

یوناہ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا" (متی ۱۲: ۳۸-۴۰)

پادری ڈملو اپنی تفسیر بائبل میں اس موقع پر یہ لکھتے ہیں:

"اس سے بعض علماء کے ہاں ہمارے خداوند کا مر کر جی اٹھنا اور بعضوں کے نزدیک ہمارے خداوند کا پیغام مراد ہے۔ سوال درس ۴۰ کے سچا اور مستند ہونے کا ہے۔ اگر یہ قول صحیح ہے تو نشان یقیناً مر کر جی اٹھنا ہے اور اگر یہ قول غیر مستند اور غلط ہے تو عین ممکن ہے کہ نشان سے مراد ہمارے خداوند کا پیغام ہو۔۔۔ سوال بڑا مشکل ہے۔ اس قول کے باطل ہونے کے حق میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ لوقا نے اسے حذف کیا ہے اور اس کے متن کی بناوٹ سلیمان اور یوناہ کے وعظوں ایسی ہے۔ اس قول کے حق میں یہ دلیل ہے کہ یہ آرامی الاصل معلوم ہوتا ہے۔ اور اس طرح فرض کیا جا سکتا ہے کہ متی کے عبرانی "لوگیا" کا حصہ تھا۔ یہ قول ایک تاریخی اشکال پر مشتمل ہے (کہ ہمارے خداوند کا جسم قبر میں تین دن رہا تھا) اس سے بآسانی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسی لئے لوقا نے اسے حذف کیا۔ موجودہ مصنف درس ۱۲: ۴۰ کو متی کے "لوگیا" کا ایک مستند حصہ سمجھا جاتا ہے اور اس طرح یوناہ کے نشان سے مراد مر کر جی اٹھنا بنتا ہے۔

ہمارے خداوند کا اپنے مر کر جی اُٹھنے کی وضاحت میں یوناہ اور مچھلی کا قصہ بیان کرنے سے یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اس قصہ کو لفظی طور پر صحیح مانتا تھا۔ غالب گمان یہ ہے کہ یوناہ کی کتاب اشارات و تشبیہات کا بیان ہے۔" (پادری ڈملو کی تفسیر صفحات ۷۰ - ۶۶۹)

وضاحتاً گزارش ہے کہ مسیحی مسیح کو خداوند بھی کہتے ہیں۔ اناجیل کے مطابق مسیح اپنے آپ کو ابن آدم پکارا کرتا تھا۔ مسیح کی اپنی زبان آرامی تھی۔ انجیل متی یونانی میں لکھی گئی تھی۔ جس کے قصہ کی طرف بار بار اشارہ ہے وہ حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا حق ہے۔

۳۔ باپ بیٹے کی گواہی

انجیلِ یوحنا کا مطالعہ بھی کر لیں:

" اور تمہاری تورات میں بھی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی مل کر سچی ہوتی ہے۔ ایک تو میں خود اپنی گواہی دیتا ہوں اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے میری گواہی دیتا ہے۔"

(یوحنا ۸ : ۱۶-۱۷) اب بے سروپا قول مسیح کی طرف کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ یوحنا اور مسیحؑ

یوحنا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) حضرت مسیح علیہ السلام کے ہمعصر تھے۔ انجیل یوحنا میں لکھا ہے:

" اور یوحنا نے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا۔ اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔"

(یوحنا ۱ : ۳۲-۳۳)

انجیل متی میں یہی واقعہ اس طرح درج ہے:

" اس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس اس سے بپتسمہ لینے آیا۔ مگر یوحنا یہ کہہ کر اسے منع کرنے لگا کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اس طرح ساری راستبازی پوری کرنا مناسب

ہے اس پر اسے سنے ہونے دیا۔" (متی ۳: ۱۳، ۱۴، ۱۵)

انجیل یوحنا کی رُو سے یوحنا نبی نے یسوع کو اس پر روح اترنے کے بعد پہچانا تھا جب کہ انجیل متی کے مطابق روح اترنے سے پہلے یوحنا یسوع کو اچھی طرح جانتا تھا۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ متی اپنے مذکورہ بالا قول کی ان الفاظ میں خود ہی تردید کرتا ہے:

"اور یوحنا نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کا حال سن کر اپنے شاگردوں کی معرفت اس سے پچھوا بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں۔" (متی ۱۱: ۲، ۳)

یوحنا نے یہ سوال اپنی عمر کے آخر میں جیل سے کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یوحنا اپنی عمر کے آخر تک یسوع کو نہیں پہچانتا تھا۔

۵۔ بارہ قبیلوں کا انصاف

بنی اسرائیل کے دس قبیلوں کو ۷۲۱ قبل مسیح میں شاہِ اسور مسمی سلمنسر اسیر بنا کر لے گیا تھا اور اپنی سلطنت کے صوبہ میدیہ میں جا بسایا تھا۔ اس کے بعد تاریخ میں ان قبائل کا کوئی ذکر قطعاً نہیں ملتا۔ دراصل وہ تورات کی اس پیشگوئی کی نذر ہو گئے تھے:

"میں ان کو دُور دُور پراگندہ کروں گا اور ان کا تذکرہ نوعِ بشر میں سے مٹا ڈالوں گا۔" (استثناء ۳۲: ۲۶)

مسیحؑ بابل کی اسیری سے باقی دو قبائل میں سے واپس آجانے والے یہودیوں میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے مخاطب اور اسے صلیب پر چڑھوانے والے وہی دو قبیلے تھے یعنی مسیح گمشدہ دس قبائل تک پہنچا ہی نہیں تھا۔ اندریں حالات انجیل متی میں مسیحؑ کی طرف منسوب یہ قول بوجوہ غلط ہے:

"یسوعؑ نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (متی ۱۹: ۲۸)

۲۔ مزید برآں ان بارہ میں سے مسیحؑ کا ایک شاگرد یہوداہ اسکریوتی مرتد ہو گیا تھا۔ اس نے خود جا کر علماء یہود سے کہا کہ اگر میں مسیحؑ پکڑوا دوں تو مجھے کیا دو گے۔ سودا ہو گیا اور اس نے تیس روپے تول کر وصول کئے۔ (متی ۲۶: ۱۴-۱۵) اور مسیحؑ کو پکڑوا دیا (متی ۲۶: ۵۰) القصہ یہوداہ بارہ شاگردوں میں ثابت قدم نہ رہا اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرنے کے لئے بارہواں تخت خالی رہے گا۔ اگرچہ باقی گیارہ شاگردوں نے مسیحؑ کے بعد بذریعہ قرعہ متیاہؔ کو بارہواں شاگرد قرار دے لیا تھا (اعمال ۱: ۲۶) لیکن وہ مسیحؑ کا بارہواں شاگرد نہیں کہلا سکتا اور انصاف کرنے والے بارہ شاگردوں میں شمار نہیں ہو سکتا کیونکہ مسیح کے مخاطبین: پیچھے ہو لینے والے بارہ شاگردوں اور "تم" میں شامل نہیں تھا۔ اسے زیادہ سے زیادہ گیارہ شاگردوں کا رسول یا شاگرد ہی کہا جا سکتا ہے۔

۳۔ فی زمانہ مسیحی الوہیت مسیحؑ کا عقیدہ ترک کر چکے ہیں۔ چلئے اگر مسیح خدا نہیں تھا اور عام سادہ نبی ہی تھا تو بھی اسے بعلم خداوندی یہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے تھا۔

۴۔ مسیحؑ کے صعود آسمانی کا عقیدہ ہی غلط ثابت ہو چکا ہے اور اس کی آمد ثانی کے امکانات باطل قرار دیئے جا چکے ہیں تو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے زیرِ بحث انصاف کا سوال کیسا؟

۶۔ یعقوبؑ اور خدا کی کشتی

عہدِ عتیق کا وہ مقام بھی محلِ نظر ہے

جس میں یعقوبؑ اور خدا کے کشتی لڑنے اور اس کشتی میں یعقوبؑ کے خدا پر (نعوذ باللہ) غالب آنے کا ذکر ہے (پیدائش ۳۲ : ۲۸) اس موقع پر پادری ڈملو اپنی تفسیر بائبل میں لکھتے ہیں:

"بمشکل ہی شک کیا جا سکتا ہے کہ مصنف جسمانی کشتی خیال کر رہا تھا۔ اپنے زمانہ کے لوگوں کی طرح خدا کی بالکل روحانی فطرت کے نظریہ کو وہ بھی نہیں سمجھتا تھا اور خدا کو جسم رکھنے والا ہی خیال کرتا تھا۔"

۷۔ سورج کا غروب نہ ہونا

کتاب مقدس میں لکھا ہے:

"یشوع نے خداوند کے حضور
بنی اسرائیل کے سامنے یہ کہا۔
اے سورج! تو جبعون پر
اور اے چاند! تو وادی ایالون میں ٹھہرا رہ۔
اور سورج ٹھہر گیا اور چاند تھما رہا۔
جب تک قوم نے اپنے دشمنوں سے انتقام نہ لے لیا۔
کیا یہ آشر کی کتاب میں نہیں لکھا ہے۔ اور سورج آسمانوں کے بیچوں بیچ ٹھہرا رہا اور تقریباً سارا دن ڈوبنے میں جلدی نہ کی۔"

یہ عقیدہ عقل، مشاہدہ اور سائنسی قوانین قدرت کے بھی خلاف ہے:

۱۔ اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبعون میں دن کو سورج چمک رہا تھا تو اس سے تھوڑی دور پرے وادی ایالون میں رات کا چاند تھا۔

۲۔ دن کا ڈھلنا سورج کی گردش پر نہیں زمین کی گردش پر منحصر ہے۔ بائبل کی رُو سے زمین ساکن اور سورج متحرک تھا (جو یشوع کے کہنے پر ٹھہر گیا تھا)۔

۳۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا واقعہ ایک ہی دن کے عرصہ میں پیش آیا سورج آسمانوں کے بیچوں بیچ ٹھہرا رہا تو کیا غروب ہونے کے لئے آسمانوں کے بیچوں بیچ سے فوراً مغرب میں جا ڈوبا۔"

۴۔ سورج گردش کرنے سے رُکا تھا یا زمین جیسے بھی سمجھا جائے، مشکل یہ ہے کہ اجرام فلکی میں سے کوئی بھی اگر لمحہ بھر کے لئے ساکن ہو جائے تو قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ مذکورہ بیان کے مطابق سورج یا زمین ساکن ہو گئی۔ یہودیوں کی فتح کے انتظار میں سورج آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہرا رہا۔ مگر اتنے بڑے واقعہ کا علم محولہ اقتباس کے لکھنے والے کے علاوہ کسی کو نہ ہو سکا۔ اور یہ واقعہ تاریخ عالم کے کسی بھی صفحہ پہ جگہ نہ پا سکا۔

سانواں باب

مسیحی علماء کے سرٹیفکیٹ

گزشتہ صفحات کے مطالعہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ مذاہب عالم کی مذہبی کتب مقدسہ میں بائبل کئی لحاظ سے عجیب اور حیران کن حیثیت رکھتی ہے کہ بائبل کی کتابوں کا تقدس اور متن کی صحت مسیحی علماء محققین اور نقاد صاحبان کے سرٹیفکیٹوں پر موقوف ہیں۔ چند گواہیاں ہدیۂ قارئین ہیں:۔

۱۔ پادری برکت اللہ

پادری برکت اللہ لکھتے ہیں :

"پس اہلِ مغرب کی گزشتہ ڈیڑھ سو سال کی مساعی جمیلہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہماری انجیلیں لاثانی کتبِ مقدسہ ہیں اور اعتبار کے لحاظ سے وہ آپ ہی اپنی نظیر ہیں۔"
(کلمۃ اللہ کی تعلیم ص۱۵)

آگے چل کر صفحہ ۱۸ پر آپنے ہی قلم سے اس سرٹیفکیٹ کی وضاحت کرتے ہیں :

"نقاد اناجیل ثلاثہ کی نسبت مسلّم نتائج پر پہنچ چکے ہیں لیکن انجیل چہارم ہنوز زیرِ بحث ہے ۔ اس کا طرزِ تحریر و تقریر اناجیلِ ثلاثہ کی طرزِ تحریر و تقریر سے جداگانہ ہے ۔ لیکن اس کے ذکر نہ کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ انجیل پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔"

اسی صفحہ پر مزید مرقوم ہے :

"یہ امر یقینی ہے کہ انجیل چہارم کے اگر تمام کلمات نہیں تو اکثر کلمات ضرور خداوند کے منہ سے صادر ہوتے تھے ۔ لیکن اس رسالہ میں چند وجوہ کے باعث ہم خداوند مسیحؑ کی تعلیم کو معلوم کرنے کے لئے انجیل چہارم کا تفصیلی ذکر نہ کریں گے اور اس میں سے صرف ان کلمات اور واقعات کو اختیار کریں گے جو اناجیلِ ثلاثہ کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں اور ان اناجیل کی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہیں ۔ کیونکہ مخالف و موافق دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ اناجیلِ ثلاثہ میں منجیٔ عالمین کی تعلیم محفوظ ہے۔"

بہر حال محقق مذکور کے ہاں اپنے ان سرٹیفکیٹوں کی جو حیثیت ہے اور "اناجیلِ ثلاثہ میں منجیٔ عالمین کی جس درجہ کی تعلیم محفوظ ہے۔" اس کی قلعی

انہی کے ہاتھوں ہمارے رسالہ کے تیسرے باب کے مقالہ نمبر ۳ میں مکمل چکی ہے۔

پادری صاحب کی یہ کتاب ۱۹۵۲ء میں چھپی تھی۔ تیس برس کے طویل عرصہ میں نقادِ انجیل چہارم پر اپنی فاضلانہ و محققانہ "بحث" مکمل کر چکے ہوں گے۔ مجھے اعترافِ عجز میں باک نہیں ہے کہ میں فقط اس انجیل کے بارے میں نقادوں کی خصوصی رائے معلوم نہیں کر سکا۔

۲۔ پروفیسر گنتھر بارن کم

مسیحی کتبِ مقدسہ کے حسبِ حال سرٹیفکیٹ وہ ہے جو ریوپرٹ چارلس یونیورسٹی آف ہیڈل برگ میں مطالعہ عہد جدید کے فاضل پروفیسر گنتھر بارن کم نے دیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

"مسیحؑ کے بارے میں ابتدائی کلیسیا کے ایمان میں مروجہ مذہبی خیالات اور پہلے سے قائم مفروضات کی وجہ سے تیقن کے ساتھ مسیحؑ کی زندگی کے مصدقہ حالات لکھنا مشکل ہے۔" (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۷۴ء جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۵ کالم ۱)

یعنی عہدِ جدید میں مسیحؑ کی تعلیم اور زندگی کی جو قلمی تصویر پیش کی گئی ہے، سب مشکوک ہے۔ ان تحریروں کی بنیاد مسیحؑ کی تعلیم نہیں ہے بلکہ یہ کتابیں لکھے جانے کے وقت کلیسا میں جو عقائد، خیالات اور معتقدات مروج تھے وہ ان تصانیف کی بنیاد بنے تھے۔

۳۔ پادری ولیم میچن

پادری ولیم میچن کی گواہی بھی نہایت گہرے اور دُور رس اثرات کی حامل ہے۔

موصوف لکھتے ہیں:

"پس سو برس کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم پاک نوشتوں کی بابت

اپنے باپ دادا سے بہت زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اب ہم جانتے ہیں کہ پاک نوشتے (خاص عہدِ جدید کی کتابیں معتبر ہیں"۔ (مسیحی مسائل صفحہ ۱۶)

ہم نے اپنے زیرِ مطالعہ رسالہ میں زیادہ تر عہدِ جدید ہی کا مطالعہ پیش کیا ہے۔ امید واثق ہے کہ اب ہمارے معزز قارئین ضرور اس قابل ہو چکے ہیں کہ وہ عہد جدید کی کتابوں کے "معتبر" ہونے کے بارے میں کوئی واضح، مدلل اور ٹھوس رائے قائم کر سکیں گے۔ عہد عتیق کے "پاک نوشتوں" کے پایۂ اعتبار کی طرف پادری صاحب نے اپنے مختصر اور لطیف اشارہ میں اہلِ فہم و فراست اصحاب کے لئے بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ ہمارے زیادہ مطالعہ کی ضرورت نہیں تھی۔ تاہم جتنا کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی روشنی میں بھی مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں رہتی۔ شائقین یہودی کتبِ مقدسہ کا مطالعہ کریں اور مسیحیوں کی علمی قابلیت اور بلند پایہ مذہبی ذوق کی داد دیں۔

لمحۂ فکریہ مسیحی کتبِ مقدسہ انسانی کلام ہیں، اور وہ بھی پایۂ اعتبار سے ساقط۔ اندریں حالات ان کی بنا پر قائم کئے گئے عقائد اور اعمال کا خدا تعالیٰ سے تعلق اور خالقِ کائنات کی خوشنودی اور رضا کی توقع رکھنا عبث ہے۔ خدا پرستی کے لئے تو خدا کا کلام ہی بنیاد بن سکتا ہے۔

بائبل کے مقابلہ میں قرآنِ کریم بالکل اسی طرح محفوظ ہے جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا تھا۔ اس میں ایک حرف کا فرق بھی نہیں۔

قرآن مجید کے متن کی صحت پر مشہور انگریز عالم سر ولیم میور جو بڑے دشمنِ اسلام تھے۔ قرآن کی عبارت کے صحیح ہونے پر اتنا ہی مضبوط ایمان رکھتے تھے۔ وہ قرآن پر سوال کرکے خود ہی خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں اس موضوع پر طویل بحث و تمحیص کے بعد رقمطراز ہیں:

"یہ امر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ جو قرآن ہم آج کل پڑھتے ہیں ٹھیک انہیں الفاظ پر مشتمل ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کئے تھے۔"

(THE CORAN BY SIR WILLIMA MUIR

1878, P. 40):

خدائی چیلنج آج بھی قرآن حکیم میں موجود ہے۔ اگر کسی میں طاقت اور قابلیت ہے تو میدان میں آئے:

"ایک سورۃ اس کی مانند لاؤ، اور اپنے گواہوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔"